مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلہم

درس حدیث

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامد یہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین۔

خود کو ''افضل'' دوسروں کو ''حقیر'' سمجھنے کا وبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

جناب آقائے نامدار ﷺ نے ایک مرتبہ پچھلی اُمتوں میں سے دو آدمیوں کا واقعہ نقل فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے جنہیں ایک دوسرے سے بہت تعلق اور محبت تھی ان میں سے ایک تو مُجْتَہِدُ فِی الْعِبَادَۃِ یعنی عبادت میں بڑی کوشش کرتا تھا اور دوسرے کے بارے میں فرمایا کہ وہ گنہگار تھا یہ شخص جو عبادت گزار تھا اُس دوسرے کو جو برائی کرتا تھا ہمیشہ نصیحت کرتا کہ اَقْصِرْ عَمَّا اَنْتَ فِیْہِ یعنی جو کچھ تو کرتا ہے اُس میں کمی کردے، برائیوں کو ترک کردے مگر وہ گنہگار ایسا تھا کہ گناہ چھوڑنے کی کوشش کرتا تھا مگر گناہ چھوٹتا نہیں تھا، وہ برائی کو برائی سمجھتا تھا خود کو خطا کار اور برا خیال کرتا تھا اپنے گناہوں پر اُسے ناز اور فخر ہرگز نہ تھا، وہ اپنی غلطیوں اور خطا کاریوں کے باعث رنجیدہ خاطر رہتا تھا جب وہ اسے نصیحت کرتا تو یہ جواب میں کہتا کہ خَلِّنِیْ وَرَبِّیْ مجھ کو میرے رب پر چھوڑ دو یعنی یہ گناہ مجھ سے چھوٹتا نہیں میرا معاملہ میرے خدا کے سپرد کردو اور مجھے اس طرح نہ ٹوکو۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ یہ نیکیاں کرنے والا اس کے ہاں گیا تو دیکھا کہ وہ ایک گناہ میں مبتلا ہے وہ گناہ بھی ایسا تھا کہ عبادت کرنے والے کو بہت بڑا نظر آیا چنانچہ اس نے پھر نصیحت کی اَقْصِرْ عَمَّا اَنْتَ فِیْہِ جو کچھ کرتا ہے اس میں کمی کر، اُس نے پھر وہی جواب دیا کہ خَلِّنِیْ وَرَبِّیْ اور کہا کہ اَبُعِثْتَ عَلَیَّ رَقِیْبًا یعنی کیا تو مجھ پر نگران مقرر کیا گیا ہے، اِس پر اُس عبادت گزار کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ

لَکَ اَبَدًا وَلَا یُدْخِلُکَ الْجَنَّةَ یعنی اللہ کی قسم اللہ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور تجھے ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیج دیا اور ان دونوں کی روح قبض کر لی اور پھر دونوں کو اپنی بارگاہ میں جمع کیا اور گنہگار سے حق تعالیٰ نے فرمایا اُدْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِیْ کہ جا میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے سے فرمایا اَتَسْتَطِیْعُ اَنْ تَحْظِرَ عَلٰی عَبْدِیْ رَحْمَتِیْ یعنی کیا تو یہ کر سکتا ہے کہ میرے بندے سے میری رحمت کو روک دے ؟ اُس نے جواب میں اعتراف کیا کہ لَا یَا رَبِّ اے رب نہیں، اور اعتراف کیا کہ میں تیری رحمت کے دروازے کسی پر بند نہیں کر سکتا مگر اب اس اعتراف نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اِذْهَبُوْا بِهٖ اِلَى النَّارِ[1] اس کو جہنم میں لے جاؤ ، اسے میں نہیں بخشتا۔

اس حدیث شریف سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ گنہگاروں کے لیے بشارت ہے اور نیکوکاروں کے لیے وعید مگر ایسا نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں :

ایک تو وہ ہوتے ہیں کہ نیکی کرنے سے اُن کے دل میں عجب اور غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ اپنی نیکیوں پر گھمنڈ کرنے لگتے ہیں دوسروں کو حقارت آمیز نظر سے دیکھتے ہیں۔

اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ نیکیوں سے اُن کے اندر پندار و غرور کا مرض نہیں پیدا ہوتا وہ نیکی کرنے کے باوصف خود کو دوسروں سے کمتر خیال کرتے ہیں۔ تو وہ نیکوکار جو دوسروں سے خود کو بہتر سمجھے، گناہوں سے پاک خیال کرے اُس میں تکبر و اَنانیت ہو در حقیقت بہت بڑا گنہگار ہے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے بارے میں متقی اور صالح ہونے کا فیصلہ کرے قرآنِ کریم میں ارشاد ہے ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ اپنے آپ کو پاک مت ٹھہراؤ تقدس اور پرہیزگاری کا دعوی نہ کرو کیونکہ ﴿هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى﴾ وہی خوب جانتا ہے کہ متقی اور پارسا کون ہے اسی لیے حدیث شریف میں کسی کو جنتی یا جہنمی کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبة رقم الحدیث ۲۳۴۷

حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ آقائے نامدار ﷺ کے صحابی اور رضاعی بھائی تھے، آپ جب مکہ سے ہجرت کر گئے تو آقائے نامدار ﷺ نے دوسرے صحابہؓ کی طرح آپ کو بھی ایک انصاری کے ساتھ کر دیا، اس انصاری کے گھر آپ نے نہایت پاکیزہ زندگی گزاری جب آپ کی وفات ہوئی تو جنابِ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کو ان سے رضاعی بھائی ہونے کی وجہ سے بہت محبت تھی آپ نے تشریف لا کر ان کی پیشانی پر بوسہ دیا، انصار کی عورت نے جن کے یہاں وہ مقیم تھے بہت تعریفی کلمات کہے ان کی زبان سے نکلا کہ اللہ نے تمہیں قابلِ اکرام مقام پر پہنچایا، آقائے نامدار ﷺ نے صحابیہ کے اِس قول کو پسند نہ کیا اور فرمایا کہ تمہیں یہ کیسے پتہ چلا یہ تو خدا ہی جانتا ہے کہ کون کہاں ہے یا انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بتلا دیے تھے اس لیے کسی اُمتی کو ایسی باتیں کرنی شریعت نے منع کر دی ہیں۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک ہم جانتے ہیں فلاں شخص نیک ہے، بزرگ ہے یا یہ دیکھا کہ کلمہ پڑھتے ہوئے جان دی ہے تو کہیں گے کہ ایمان پر خاتمہ ہوا ہے لیکن اللہ کے یہاں اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو رہا ہے اس کا قطعی حال اللہ ہی کو معلوم ہے ہمیں سکوت کا حکم ہے حتی کہ اگر کسی کو کشف سے معلوم ہو جائے تو بھی اُسے سکوت کرنا چاہیے اسے قطعی بات بھی نہیں سمجھا جا سکتا شریعتِ مطہرہ کی یہی تعلیم ہے۔

اور کافروں پر کسی کا نام لیے بغیر لعنت کرنی یا بددعا دینی جائز ہے مثلاً یہ بددعا کی جا سکتی ہے کہ اللہ تو کافروں پر لعنت فرما، اپنا غضب ان پر نازل فرما وغیرہ (جیسے قنوتِ نازلہ میں دعا مانگا کرتے ہیں کسی کا نام لے کر جائز نہیں)۔

مضمونِ حدیث پر یاد آیا حضرت تھانویؒ اپنے مریدین و معتقدین پر نہی عن المنکر کے سلسلہ میں بہت سختی کرتے تھے آپ فرماتے کہ میں سختی یہ سمجھ کر نہیں کرتا کہ یہ مجھ سے کم ہیں اور میں افضل ہوں بلکہ میں خود کو اُس چوڑھے کی طرح سمجھتا ہوں جسے بادشاہ کسی پر سختی کا حکم دے دے، چوڑھا اگرچہ اُس شخص سے جس پر سختی کرتا ہے اچھا نہیں ہوتا مگر بادشاہ کا حکم ہوتا ہے اس لیے سختی کرتا ہے۔

---

۱ بخاری شریف کتاب التعبیر رقم الحدیث ۷۰۱۸

یاد رکھیں نصیحت اُس شخص کی مؤثر ہوتی ہے جو اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو ذلیل نہ سمجھے، جو اپنے آپ کو افضل اور دوسروں کو گھٹیا سمجھ کر نصیحت کرتا ہے اُس کی نصیحت چنداں اثر نہیں رکھتی۔ انسان کو چاہیے کہ خود کو دوسروں سے کمتر سمجھے، دوسروں کو عزت کی نگاہ سے دیکھے، بڑے سے بڑے گناہگار سے بھی اپنے آپ کو برتر نہ سمجھے، ہوسکتا ہے وہ اپنے دل میں بارگاہِ خداوندی میں گڑگڑاتا ہو، ندامت کے آنسو بہاتا ہو اور خدا رحیم و رحمن سے اپنی خطائیں بخشواتا ہو اور اُس کے آنسو خداوندِ کریم کے دربار میں ناصح کی نیکیوں سے زیادہ قیمتی ہوں اس لیے کسی بدکار کو برائی سے منع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اُسے برائی سے ضرور روکے، ڈانٹ ڈپٹ بھی کرے مگر اپنے دل میں ڈرتا بھی رہے اور اپنے عیوب پر بھی نظر رکھے اور اگر کوئی کہے کہ مجھے اندر عیب نظر نہیں آتا تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی اندھا ہو جائے اُسے یہ افسوس کرنا چاہیے کہ میری نظر کو کیا ہو گیا ہے میری عیب دیکھنے والی آنکھ ناکارہ ہوگئی ہے اور اندھا ہو گیا ہوں اُسے اس مرض سے بہت ڈرنا اور استغفار کرنا چاہیے۔

مذکورہ حدیث شریف میں جس نیکوکار کا ذکر ہے وہ اِسی قسم میں سے تھا وہ اپنے آپ کو افضل و برتر سمجھتا تھا اُس میں تکبر اور بڑائی کا مرض موجود تھا اور یہی غرور و تکبر اُس کو لے ڈوبا اگر یہ شخص اُن نیکوکاروں میں سے ہوتا جو تکبر سے پاک ہوتے ہیں تو کبھی عذاب میں مبتلا نہ ہوتا کیونکہ ایسے لوگ جو خود بھی نیکی کریں اور دوسروں کو بھی نیکیوں پر آمادہ کریں سب سے بہتر اور افضل ہیں، قرآن میں ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے ﴿اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ''یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' آنحضرت ﷺ نے ایسے نیکوکاروں کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ اس حدیث شریف کے اندازِ بیان ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نیکیوں پر مغرور تھا اور دوسرے ساتھی کو حقیر سمجھتا تھا، اسی وجہ سے اُس نے قسم کھا کر کہا اللہ کی قسم اللہ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور تجھے ہرگز جنت میں داخل نہیں کرے گا، گویا خدا کی صفتِ رحمت کو محدود کرنے کا ٹھیکیدار بن گیا ورنہ کبھی ایسا کلمہ نہ کہتا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا یا کسی کو مایوس کرنا سنگین جرم ہے علاوہ ازیں وہ اپنے ساتھی کے عیوب کی تلاش میں رہتا اُس میں عیب جوئی اور تجسس کی بیماری بھی تھی، کسی کی عیب جوئی کرنی بدترین گناہ ہے شریعتِ مطہرہ نے تجسس

اور کھوج لگانے سے سختی سے روکا ہے، عام طور پر عیب جوئی کا مرض اُس میں پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو عیبوں سے پاک اور مبرا سمجھتے ہیں، یاد رکھیں جو شخص رات بھر عبادت کرے اور صبح اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا اور افضل سمجھے اپنی شب بیداری پر فخر کرے اُس سے وہ شخص بہت اچھا ہے جو رات بھر سویا رہے اور صبح کو سونے، سستی اور نیکی نہ کرنے پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کرے کیونکہ حق تعالیٰ کو ندامت پسند ہے اور غرور ناپسند۔ ہاں یہ بات ضرور ملحوظ رکھیں کہ اِن حدیثوں میں عمومًا حقوق اللہ مراد ہیں حقوق العباد میں جو بندہ کسی زیادتی کرتا ہے تو اُسے اس بندہ سے بھی معافی لینی چاہیے اور خدا سے بھی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بدمعاملگی، بدعملی اور غرور و تکبر سے پناہ میں رکھے اپنی بارگاہ میں گڑگڑانے کی توفیق بخشے اور صحیح نیکوکار بنائے، آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

(بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۱ رجون ۱۹۶۸ء)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)